OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

اجتہاد اختصاصی-جواز وامکان اور حدود و فوائد

The Specialized Ijtihad: Probability, Limits and Benefits

Prof. Dr. Hafiz Abdul Basit Khan
Sheikh Zayed Islamic Centre University of the Punjab Lahore Pakistan.

Received on: 02-07-2024 Accepted on: 05-08-2024

Abstract

Specialized Ijtihad refers to the exertion of focused efforts by scholars to derive correct opinions or interpretations within a specific field, such as economics, medical science, or family law. This form of Ijtihad has been a subject of significant debate in Islamic legal history. The majority of scholars support the idea that a qualified scholar, who has acquired the necessary knowledge and expertise, may engage in Ijtihad in a particular field or issue. However, a minority of scholars argue that comprehensive knowledge across all areas of Islamic law is a prerequisite for practicing Ijtihad in any field. This paper addresses the research question: **What is the scope and significance of specialized Ijtihad in contemporary contexts?** Through a detailed analysis, the study concludes that specialized Ijtihad is crucial in today's world due to the vast advancements in nearly every domain, from economics to medical science. In an era of specialization, where even individual fields are divided into numerous sub-branches, this form of Ijtihad allows scholars to concentrate on specific areas, gain in-depth expertise, and provide informed rulings in line with Islamic principles. The paper argues that specialized Ijtihad is not only necessary for addressing modern complexities but also essential for ensuring that Islamic law remains relevant and effective in dealing with contemporary issues.

Keywords: Ijtihad; Specialized Ijtihad, Islamic Law; shariah

اجتہاد:

اسلام ایک آفاقی، عالمگیر، مکمل اور آخری دین ہے، جس میں جمود و تعطل کی ذرہ برابر گنجائش نہیں ہے، ادھر زندگی میں نت نئے مسائل جب بھی سامنے آتے ہیں تو چونکہ نُصوص Statements محدود ہیں، وہ براہِ راست زندگی کے سارے مسائل کا احاطہ نہیں کر سکتے، اس لیے قیاس (مجتہد کی رائے) کو اختیار کرنا اسلام کی ابدیت اور اس کے حرکیاتی پہلو کے پیشِ نظر ضروری ہے۔

لغوی مفہوم:

اجتہاد کا مادہ "ج ھ د" ہے۔اس کا لغوی معنی کتب معاجم میں یوں بیان ہوا ہے:[1]

1)-جھد: (باب فتح یفتح) سے ہے جس کا معنی ہے کسی کام یا معاملے میں اپنی جانب سے بھرپور کوشش کرنا۔جیسا کہ کہا جاتا ہے: **"جھد فی الامر"** اس نے کام میں کوشش کی۔اس کا ایک معنی ہے:

"جهد اللبن ای مزجه بالماء واخرج زيد كله"

"اس نے دودھ میں خوب محنت کر کے اس میں پانی ملا کر اس کا سارا مکھن نکال لیا[1]"

گویا اجتہاد اس کوشش کو کہتے ہیں جو کسی کام کی تکمیل میں مشقت برداشت کرتے ہوئے کی جائے، اگر بغیر دقت اور تکلیف کے کوشش ہو گی تو اسے اجتہاد نہیں کہیں گے۔

2)۔ جھد (بضم الجیم): مکمل کوشش، غمگیں اور کمزور ہونے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے:

"جهدالرجل اذا هزل"

آدمی نے اتنی کوشش کی کہ وہ دبلا ہو گیا۔ امام سیبویہ اس کو اس معنی کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں کہ اس نے حتی المقدور اپنی کوشش کی[2]۔

3)۔ اجتھد۔ تجاھد، والاجتہاد (باب افتعال) اس کے معنی:

" بذل ما في وسعه "

یعنی استطاعت اور مقدور بھر پوری کوشش کرنا۔ **تجاهد و اجتهد في الامر** کسی امر میں کوشش کرنا اور اپنی پوری طاقت خرچ کر دینا[3]، اسی طرح کسی معاملے میں غور کرنے کیلئے کہتے ہیں: **استجهد في الامر**۔ تو گویا **"تحمل الجهد"** یعنی مشکل اور محنت طلب کام کیلئے مشقت برداشت کرنا اجتہاد ہے۔

اسی طرح انگریزی زبان میں 'اجتہاد' کا ہم معنی لفظ Diligence ہے جس کے معنی:

"Persistent effort" (جان فشانی، انتہائی کوشش) کے ہیں[4]۔

ان تمام معانی میں خواہ وہ عربی زبان سے ماخوذ ہوں یا انگریزی زبان سے سب کا ماحاصل یہ ہے کہ اجتہاد نام ہے کوشش اور مسلسل محنت کر کے کسی چیز کو حاصل کرنے کا۔ ہے۔

(1) علامہ ابن منظور افریقی کے نزدیک اس کی تعریف ہے:

"بذل الوسع والمجهود في طلب الامر[5]۔"

کسی چیز کی تلاش میں اپنی پوری طاقت خرچ کرنا اور کوشش کرنا۔

(2) الجرجانی رقمطراز ہیں:

"بذل المجهود في طلب المقصود من جهة الاستدلال[6] "

یعنی کسی مقصد کو پانے کیلئے استدلال کے پہلو سے اپنی تمام کوشش صرف کر دینا۔

(3) راغب اصفہانی کہتے ہیں: **" الاجتهاد اخذ النفس ببذل الطاقة وتحمل المشقة[7]۔ "**

اجتہاد کے معنی کسی کام پر پوری طاقت صرف کرنے اور اس میں انتہائی مشقت اٹھانے پر طبیعت کو مجبور کرنا کے ہیں۔

اصطلاحی مفہوم:

امام شاطبیؒ رحمہ اللہ نے اجتہاد کی تعریف کرتے ہوئے اپنی رائے واضح کی ہے،اوراجتہاد کی تعریف یوں کی ہے:

"استفراغ الوسع فی تحصیل العلم او الظن بالحکم[8]"

''اجتہاد: حکم (شرعی) کا علم یا ظن حاصل کرنے کے لیے مقدور بھر کوشش کرنے کا نام ہے۔"

مسلم الثبوت میں ہے:

"بذل الطائفة من الفقيه في تحصيل حكم شرعي ظني"[9]

کسی فقیہ کا کسی حکمِ شرعی ظنی کو حاصل (استنباط) کرنے کے لئے اپنی (پوری) طاقت خرچ کرنا

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رقمطراز ہیں:

استفراغ الجہد فی ادراک الاحکام الشرعیة الفرعیة عن ادلتها التفصیلیة الراجعة کلیاتها فی اربعة اقسام الکتاب والسنة والاجماع والقیاس[10] "

یعنی احکام شرعیہ معلوم کرنے کیلئے پوری محنت اور جدوجہد صرف کرنا۔ معلومات تفصیلی دلائل سے حاصل ہوتی ہیں جن کا مرجع کتاب وسنت،اجماع اور قیاس ہیں۔

اجتہاد کی ضرورت واہمیت:

جناب سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰی کے آخری پیغمبر ہیں اور ان کے ساتھ ہی آسمان سے نازل ہونے والی وحی کا سلسلہ مکمل ہو گیا ہے یہ سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ زمانہ اور وقت تو ایک جگہ اور ایک کیفیت پر ٹھہرنے والی چیز نہیں ہے،اس میں مسلسل تغیر رونما ہوتا رہتا ہے،انسانی معاشرہ تغیر اور ارتقا کے مراحل سے گزر رہی ہے پھر اس مسلسل اور پیہم تغیر پذیر دنیا اور معاشرہ میں نئے احوال وظروف سے عہدہ برآ ہونے کے لیے انسانی معاشرہ کی راہ نمائی کا نظام کیا ہے ؟

حقیقت یہ ہے کہ انسانی معاشرہ کسی مرحلہ میں بھی آسمانی تعلیمات سے بے نیاز نہیں رہ سکتی اور انسانی معاشرہ کو شخصی، طبقاتی یا اجتماعی طور پر کبھی بھی یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ وحیِ الٰہی سے لاتعلق ہو کر اپنے فیصلوں میں غیر مشروط طور پر آزاد ہو اس لیے قیامت تک انسانی معاشرہ کی راہ نمائی کے لیے آسمانی تعلیمات کا تسلسل ضروری ہے۔

قرآن کریم اور جناب نبی اکرمؐ کی سنت وتعلیمات دونوں تاریخ کے ریکارڈ پر محفوظ حالت میں موجود ہیں اور دنیا بھر میں شب وروز ان کی تعلیم وتدریس اور تبلیغ واشاعت کا سلسلہ جاری ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان میں انسانی زندگی کو قیامت تک پیش آنے والے حالات ومسائل کی تفصیلات موجود نہیں ہیں اور نہ ہی موجود ہو سکتی ہیں اس لیے اسلام نے بعد میں رونما ہونے والے حالات وواقعات اور مشکلات ومسائل کے حوالہ سے انسانی معاشرہ کو قرآن وسنت کے دائرہ کا پابند رکھتے ہوئے جزئیات وفروعات میں حالات ومواقع کی مناسبت سے قرآن وسنت کی

اصولی راہ نمائی کی روشنی میں عقل و قیاس کے ساتھ فیصلے کرنے کا اختیار دے دیا ہے اور اسی اختیار کو شریعت کی اصطلاح میں ''اجتہاد'' کہتے ہیں۔

جن مسائل میں قرآن وسنت کی واضح راہ نمائی موجود نہیں ہے، ان میں قرآن وسنت کی روشنی میں رائے اور اجتہاد کے ساتھ فیصلہ کرنے کا یہ عمل صحابہ کرامؓ میں خود جناب نبی اکرمؐ کے دور میں بھی جاری تھا۔ احادیث کے ذخیرے میں بیسیوں ایسے واقعات ملتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو کوئی معاملہ درپیش ہوا، قرآن کریم کا کوئی واضح حکم سامنے نہیں تھا، جناب نبی اکرمؐ تک فوری رسائی بھی ممکن نہیں تھی تو متعلقہ حضرات نے اپنی رائے سے ایک فیصلہ کر لیا اور اس پر عمل کر گزرے۔ بعد میں جناب نبی اکرمؐ کی خدمت میں بات پیش کی گئی تو آنحضرتؐ نے یہ تو کیا کہ کسی کے عمل کی توثیق کر کے اسے سند جواز عطا فرمادی اور کسی کے عمل کو خطا قرار دے دیا لیکن کبھی بھی نبی اکرمؐ نے اس ''اختیار'' کی نفی نہیں فرمائی کہ قرآن وسنت کی واضح راہ نمائی موجود نہ ہونے کی صورت میں وہ اپنی رائے اور اجتہاد سے فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں۔

اس اس حوالے سے حضرت معاذ بن جبلؓ کی مشہور روایت کی ترتیب بھی یہی ہے کہ انہیں یمن کا عامل و قاضی بناتے ہوئے نبی اکرمؐ نے پوچھا کہ کسی مسئلہ میں قرآن کریم اور سنت نبوی سے راہ نمائی نہ ملی تو وہ کیا کریں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ اجتہد برایي، میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا تو جناب نبی اکرمؐ نے ان کے اس جواب پر خوشی کا اظہار کر کے اس بات کی توثیق و تصدیق فرمادی۔

اجتہاد کا شرعی حکم:

جمہور علماءِ مسلمین اجتہاد کی حجیت کے قائل ہیں، اجتہاد کی حجیت کتاب وسنت سے ثابت ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(﴿ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ﴾ [11]

'' تاکہ دین میں فہم و بصیرت حاصل کرتے۔''

﴿وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰى أُوْلِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَه مِنْهُمْ﴾ [12]

''اگر اس کو اللہ کے رسول اور اہل علم تک پہنچادیتے تو ان میں سے جو استنباط کرنے والے ہیں وہ سمجھ جاتے۔''

یہ اور اسی طرح کی دیگر بہت سی آیات ہیں جن میں قیاس اور فکر و شعور کی بنیاد پر سوچنے سمجھنے کی دعوت دی گئی ہے۔

يٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا أَطيعُوا اللَّهَ وَأَطيعُوا الرَّسولَ وَأُولِي الأَمرِ مِنكُم ۖ فَإِن تَنٰزَعتُم فى شَيءٍ فَرُدّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسولِ إِن كُنتُم تُؤمِنونَ بِاللَّهِ وَاليَومِ الءاخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَيرٌ وَأَحسَنُ تَأويلًا [13]

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ (تعالیٰ) کا اور حکم مانو رسول ﷺ کا اور اولولاَمر کا جو تم میں سے ہوں، پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اسے **لوٹاؤ** اللہ (تعالیٰ) اور رسول ﷺ کی طرف، اگر تم ایمان (ویقین) رکھتے ہو اللہ پر، اور قیامت کے دن پر، یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر

ہے اس کا انجام.

اس آیت میں فقہی ادلہ اربعہ (فقہ کے چاروں دلائل) کی طرف اشارہ ہے: (1) اَطِیْعُوا اللّٰہَ سے مراد "قرآن" ہے، (2) اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ سے مراد "سنّت" ہے، (3) اور اُولِي الْاَمْرِ یعنی حکم دینے والوں سے مراد "علماء وفُقہاء" ہیں، ان میں اگر اتفاق ہو تو اسے "اجماعِ فقہاء" کہتے ہیں، لہٰذا اجماعِ علماء وفقہاء کو بھی مانو. (4) اور اگر ان اُولِي الْامرِ (علماء وفُقہاء) میں اختلاف ہو تو ہر ایک مجتہد ماہر عالم کا اپنی رائے سے اجتہاد کرتے اس غیر واضح جدید اختلافی مسائل کا قرآن وسنّت کی طرف "لوٹانا" اور "اِستنباط" (یعنی نکال باہر) کرنے کو "اجتہادِ شرعی" یا "قیاسِ مجتہد" کہتے ہیں.

اجتہاد حدیث کی روشنی میں:

اجتہاد کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے بھی ملتی ہے؛ چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیج رہے تھے تو پوچھا:

"كيْفَ تَقْضِيْ؟ فَقَالَ أقْضِيْ بِمَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَانْ لَمْ يَكُنْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ فَانْ لَمْ يَكُنْ فِىْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ اَجْتَهِدُ رَأْيِىْ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم".

"جب کوئی مقدمہ تمہارے سامنے پیش ہوگا تو کیسے فیصلہ کروگے؟ جواب دیا جیسا کتاب اللہ میں ہے اس کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ پھر سوال کیا کہ اگر کتاب اللہ میں صراحت کے ساتھ ذکر نہ ہو تو پھر کیسے فیصلہ کروگے؟ جواب دیا پھر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ پھر سوال کیا کہ اگر سنت میں بھی صراحت کے ساتھ ذکر نہ ہو تو پھر کیسے فیصلہ کروگے؟ جواب دیا ایسی حالت میں اپنی رائے سے اجتہاد کر کے فیصلہ کروں گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے فرستادہ رسول کے فرستادہ کو اس بات کی توفیق دی جو اس کے رسول کو پسند ہے۔[14]"

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اگر کوئی مسئلہ درپیش ہو تو آنحضرت ﷺ نے اجتہاد کے ذریعے اس مسئلہ کا حل نکالنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث ہے کہ

"«إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ[15]»

"جب حاکم اجتہاد سے فیصلہ کرے اور وہ فیصلہ (عند اللہ) صحیح ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور اگر وہ اجتہاد سے فیصلہ کرے اور وہ فیصلہ (عند اللہ) غلط ہو تو اس کو ایک اجر ملتا ہے۔"

اس حدیث سے بھی اجتہاد کا ثبوت ملتا ہے۔

تجزؤ الاجتھاد:

اجتہاد کے متعلق ایک بحث بڑی مفید ہے جو آج کل کے دور میں خاص اہمیت اختیار کر گئی ہے وہ یہ ہے کہ کیا ہو سکتا ہے کہ ایک مجتہد کسی خاص باب میں مجتہد ہو اور دوسرے ابواب میں مجتہد نہ ہو یا یوں کہہ لیں کہ ایک شعبہ میں مجتہد ہو اور دوسرے شعبہ میں نہ ہو۔ مثلاً ایک شخص اقتصادیات کے میدان میں سامان اجتہاد رکھتا ہے، نصوص متعلقہ سے باخبر ہے اور استنباط کے قواعد جانتا ہے مگر سیاسیات کے میدان میں سامان اجتہاد سے عاری ہے۔ اصولیین کے ہاں یہ مسئلہ تجزؤ الاجتہاد کے نام سے مشہور ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ایسا ابواب فقہیہ میں تو ہو سکتا ہے مگر ایک ہی باب کے مختلف مسائل میں نہیں ہو سکتا۔

امام رازی فرماتے ہیں:

"الحق انه يجوز ان تحصل صفة الاجتهاد في فن، دون فن بل في مسئلة دون مسئلة خلافا لبعضهم [16]"

امام غزالی فرماتے ہیں:

"مذکورہ آٹھ علوم کی ضرورت مجتہد مطلق کیلئے ہے جو تمام مسائل میں فتوے دیتا ہو، میرے نزدیک اجتہاد کوئی ایسا منصب نہیں جس میں تجزی و تقسیم جاری نہ ہو سکے بلکہ ممکن ہے کہ کوئی شخص بعض مسائل میں منصب اجتہاد اجتہاد پر فائز ہو اور بعض دوسرے مسائل میں اسے یہ منصب حاصل نہ ہو [17]"

ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں:

"کسی مخصوص مسئلے میں اجتہاد کیلئے تمام مسائل میں درجہ اجتہاد پر فائز ہونا شرط نہیں ہے بلکہ جب ایک شخص زیر تحقیق مسئلے میں اس کے دلائل اور استدلال کے طریقے معلوم کر لے تو وہ اس مخصوص مسئلے میں مجتہد ہے، اگرچہ اس کو باقی مسائل میں اجتہادی بصیرت حاصل نہ ہو، دیکھتے نہیں ہو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بعد کے مجتہدین نے کئی مسائل میں توقف اور سکوت اختیار کیا تھا، مثلاً امام مالک نے 40 مسائل میں سے 36 میں فرمایا تھا کہ مجھے ان کا جواب معلوم نہیں ہے مگر لاعلمی کا یہ اعتراف اس کے مجتہد ہونے کے منافی نہیں سمجھا گیا [18]"

ڈاکٹر محمد بن حسین بن الحسن الجیزانی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"ينقسم الاجتهاد بالنظر إلى المجتهد من حيث ا ستيعابه للمسائل أو اقتصاره على بعضها إلى مجتهد مطلق ومجتهد جزئى۔فالمجتهد المطلق هو الذى بلغ رتبة الاجتهاد بحيث يمكنه النظر فى جميع المسائل۔والمجتهد الجزئى هو الذى لم يبلغ رتبة الاجتهاد فى جميع المسائل' وإنما بلغ هذه الرتبة فى مسائل معينة ' أو باب معين' أو فن معين' وهو جاهل لما عدا ذلك

وقد اختلف العلماء فى جواز تجزئة الاجتهاد' والذى عليه المحققون من أهل العلم جوازه وصحته [19]"

"مجتہد کے مختلف مسائل پر عبور یا اقتصار کے اعتبار سے اجتہاد کی دو قسمیں ہیں: اجتہاد مطلق اور اجتہاد جزئی، مجتہد مطلق وہ ہے جو کہ اس

درجہ اجتہاد کو پہنچ چکا ہو کہ اس کے لیے زندگی کے تمام گوشوں سے متعلق مسائل میں غور وفکر ممکن ہو۔ مجتہد جزئی وہ ہے جو تمام مسائل میں درجہ اجتہاد کو نہ پہنچا ہو، بلکہ وہ بعض معین مسائل (مثلاً عبادات)، کسی معین گوشہ زندگی (مثلاً معاشیات) یا کسی معین فن (مثلاً وراثت) سے متعلق مسائل میں اجتہاد کے درجے تک پہنچتا ہو اور اس کے علاوہ مسائل سے ناواقف ہو۔ علماء کا جزوی اجتہاد کے بارے میں اختلاف ہے لیکن محققین علماء کا موقف یہی ہے کہ جزئی اجتہاد جائز اور صحیح ہے۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"بعض اوقات ایک شخص کسی ایک مسئلے میں یا کسی ایک فن میں یا ایک کسی ایک باب میں مجتہدانہ بصیرت کا حامل ہوتا ہے لیکن دوسرے فن یا باب یا مسئلے میں اسے مسئلے میں اسے یہ بصیرت حاصل نہیں ہوتی، "وكل احد فاجتهاده علىٰ حسب عمله" ہر عالم وفقیہ کا اجتہاد اس کے مبلغ علم کے مطابق ہوتا ہے[20]"

ابن الہمام حنفی تمام مسائل میں اجتہادی قابلیت رکھنے والے کو مجتہد مطلق کہتے ہیں اور خاص خاص مسائل میں اجتہادی فیصلے کرنے والوں کو مجتہد خاص کہتے ہیں، اجتہاد خاص کے بارے لکھتے ہیں:

"والخاص منه مايحتاج اليه من ذلك فيما فيه [21]"

اجتہاد خاص کیلئے صرف ان چیزوں کے علم کی ضرورت ہوتی ہے جن کی اس مخصوص مسئلے کی تحقیق میں حاجت پڑتی ہو، جس میں اسے اجتہاد کا ملکہ حاصل ہوتا ہے"

زرکشی نے لکھا ہے۔

"وكلامهم يقتضى تخصيص الخلاف بما اذا عرف بابا دون باب اما مسئلة دون مسئلة فلا يتجزاء قطعا، والظاهر جريان الخلاف في الصورتين، و به صرح الانبارى[22]"

حاصل عبارت یہ ہے کہ اصولیین کے کلام کا تقاضا تو یہی ہے کہ تجزی ابواب میں ہو نہ کہ مسائل میں مگر ظاہر ہے کہ اختلاف دونوں صورتوں میں جاری ہوا ہے۔ انباری نے اس کی تصریح کی ہے۔ ابن قیم لکھتے ہیں۔

"فان قيل فما تقولون فيمن بذل جهده في معرفة مسألة او مسئلتين هل له ان يفتى بهما قيل نعم يجوز في أصح القولين وهما وجهان لاصحاب الامام احمد [23]"

یعنی جس شخص نے اپنی پوری کوشش ایک یا دو مسئلوں کے بارے میں کھپائی ہو صحیح قول کے مطابق اس کے لیے جائز ہے کہ وہ (ان مسائل میں) اپنے اجتہاد سے فتوی دے۔ امام احمد کے شاگردوں کے اس بارے میں دو قول ہیں۔ ان اقوال سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ تجزء الاجتہاد کا مسئلہ ابواب اور مسائل دونوں میں جاری ہوتا ہے۔

علامہ تاج الدین ارموی نے لکھا ہے کہ اصولیین کی ایک کثیر جماعت کے ہاں اجتہاد میں تجزی ممکن ہے۔

"فذهب الأكثرون الى انه يجوز ان تحصل صفة الاجتهاد بالنسبة الى فن دون فن بل بالنسبة الى مسئلة دون مسئلة[24]"

تجزؤالاجتہاد کی مشروعیت:

تجزؤالاجتہاد کی مشروعیت، جواز اور عدم جواز کے بارے میں تین مذہب ہیں:

مثبتین:

تجزؤالاجتہاد کی بحث اول اول امام غزالی کے ہاں ملتی ہے۔ امام غزالی، رازی، آمدی سبکی، ابن حمام، ابن قدامہ، ابن مفلح، ابن تیم، ارموی، زرکشی محب اللہ بہاری، عبدالعلی وغیرہ اسکے قائل ہیں[25]۔

منکرین:

جبکہ امام شوکانی عدم جواز کی طرف مائل ہیں[26]۔ عدم جواز کا قول امام ابو حنیفہ کی طرف بھی منسوب ہے مگر غالباً اس قول کو ان کی تعریف فقہ سے مستنبط کیا گیا ہے کہ وہ فقہ کو ملکہ سمجھتے تھے اور ملکہ میں تجزی نہیں ہو سکتی[27]۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ میراث کے مسائل میں تو تجزی کا قول قابل اعتبار ہے باقی ابواب میں نہیں ہے[28]۔

مجوزین فی بعض المسائل و منکرین فی بعض المسائل:

بعض اصولیین نے تجزؤالاجتہاد کو کچھ ابواب اور مسائل میں جواز اور کچھ میں عدم جواز کا کہا ہے، ان میں الجلال المحلی ہیں[29]،

اسی طرح شوافع میں سے ابن الصباغ اور کچھ حنابلہ نے مواریث کے باب میں تجزؤالاجتہاد کو جائز قرار دیا ہے اور مواریث کے علاوہ میں جائز قرار نہیں دیا۔

مجوزین کے دلائل:

1: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے" استفت قلبك [30]" کہ اپنے دل سے فتوی لو اور ظاہر ہے کہ ہر شخص ہر مسئلہ میں فتوی تو نہیں دے سکتا تو اس سے ثابت ہو گیا کہ جس مسئلہ میں اسے افتاء کا منصب حاصل ہے اس میں ضرور فتویٰ دے۔ اس لیے اب اس کے لیے فتوی دینا ضروری ہو گیا ہے[31]۔

2: رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے" دع ما يريبك الى ما لا يريبك[32]" کہ جو چیز شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر اس چیز کو اختیار کرو جس میں شک نہیں۔ اب اگر تجزءالاجتہاد کو ناجائز قرار دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اسے اجتہاد سے تقلید کی طرف لے جا رہے ہیں۔ جبکہ تقلید میں مقلد کے لیے شک ہے درآنحالیکہ وہ خاص اس مسئلہ میں صاحب اجتہاد ہے اور اس کا اجتہاد بوجہ دلیل پر قائم ہونے کے شک سے پاک ہے لہذا عدم جواز کا قول اس حدیث کے مخالف ہو گا[33]۔

3: اگر تجزوالاجتہاد کو ناجائز قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ مجتہد تمام احکام سے واقف ہو حالانکہ ایسا ممکن نہیں۔ کئی اصحاب علم سے جب سوالات کیے گئے تو انہوں نے فرمایا کہ "لاادری" جیسے امام مالک کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے چالیس سوالات میں سے چھتیس کے جواب میں لاادری کہا[34]

جب وہ ایک خاص باب میں مآخذ و مصادر پر مطلع ہو گیا اور کیفیت استنباط اسے حاصل ہو گئی تو اب اسے صفت اجتہاد حاصل ہو گئی کیونکہ ابواب شریعت کا آپس میں کم ہی تعلق ہوتا ہے[35]۔

مانعین کے دلائل:

ا۔ فقہ کے ابواب ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، کتاب النکاح اور کتاب الطلاق میں جو ربط ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اسی طرح شرکت اور مضاربت میں جو تعلق ہے وہ بھی واضح ہے۔ لہذا ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ مجتہد کسی ایک باب میں مجتہد ہو اور دوسرے میں نہ ہو[36]۔

ملا خسرو حنفی فرماتے ہیں:

"اجتہاد وفقاہت بلاغت وفصاحت کی طرح ایک ملکہ کا نام ہے توجس طرح کوئی شخص کسی مخصوص نوع کے کلام مثلاً شکریہ، شکایت، یا ہجو وزم، یا مدح و تعریف میں کلام بلیغ پر قادر ہو جائے اسے بلیغ و فصیح نہیں کہا جا سکتا جب تک اس کو ہر نوع کے کلام میں بلاغت و فصاحت کا ملکہ حاصل نہ ہو جائے، اسی طرح اجتہاد بھی ایک ملکہ ہے جسے ہر قسم کے شرعی مسائل میں استنباط احکام کا ملکہ اور استعداد حاصل ہو، مجتہد کا کسی مسئلہ کے بارے لاادری کہنا اس کے مجتہد ہونے کے منافی نہیں[37]"

کیونکہ ملکہ، استعداد اور صلاحیت ہونے کے باوجود کبھی استحضار نہیں ہوتا، اور تمام مسائل کا ہر وقت استحضار رہنا اور حفظ ہونا اجتہاد میں شرط نہیں۔

راجح مسلک:

مجوزین اور مانعین دونوں کے دلائل کے مطالعہ کے بعد بندہ اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ مجوزین کا مذہب، دلائل اور حقائق کی روشنی میں زیادہ درست ہے، کیونکہ فقہ چند محدود مسائل کا علم نہیں ہے بلکہ اس میں وقت کے ساتھ بے شمار مسائل اور تنوعات ہیں، اور ایک ہی وقت میں ایک ہی شخص کا تمام مسائل پر مکمل عبور حاصل کرنا محال ہوتا ہے، اگر ہم تجزؤ اجتہاد کو ختم کر دیں تو ایک طرح سے اجتہاد کا دروازہ بند کرنے کے مرادف ہوگا، جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ معاشرہ، ملک و قوم کے تمام اجتہادی اور بکھرے مسائل کا حل نہیں نکل پائے گا۔ کیونکہ معاشی، معاشرتی اور عائلی مباحث میں مسائل کا ایک کثیر ذخیرہ ہے تو یہ محال ہوگا کہ ایک ہی آدمی اتنے کثیر ذخیرہ پر دسترس حاصل کر سکے۔

حوالہ جات

---

[1] طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1420ھ، 142/1

[2] ابن منظور، لسان العرب، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1414ھ، 395/2

[3] اصفہانی، حسین بن محمد راغب، مفردات القرآن، دمشق، دار القلم 2009ء، 199

[4] فیروز سنز، انگلش ٹو انگلش ڈکشنری (Feroz sons,English to English)، لاہور، نیو ایڈیشن، 232

[5] ابن منظور، لسان العرب، بیت دار الکتب العلمیہ، 1414ھ، 399/2

[6] الجرجانی، علی بن محمد، سید الشریف، التعریفات، دار الفضیلہ، 1413ھ، 39

[7] اصفہانی، مفردات القرآن، 199

[8] الموافقات 5/51

[9] المسلم الثبوت: 362/2

[10] دہلوی، شاہ ولی اللہ، عقد الجید فی الاحکام، ادلۃ الاجتہاد والتقلید، اسلام آباد شرعیہ اکیڈمی، 2000ء، 3

[11] التوبہ، آیت ۳۶۔

[12] النسا ۸۳

[13] 4:59

[14] ابوداود، سلیمان بن أشعث السجستانی (202۔275ھ/817۔889ء) سنن ابي داود، کتاب الأقضية، بَابُ اجْتِهَادِ الرَّأْيِ فِي الْقَضَاءِ (3:303، رقم: 3592) بیروت، لبنان: دار الفکر، 1414ھ/1994ء،

[15] البخاري، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل (194۔256ھ/810۔870ء) صحیح البخاري، بیروت، لبنان، کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ (6:2676، رقم: 6919)؛ مسلم، ابن الحجاج ابوالحسن القشیری النیسابوری (206۔261ھ/821۔875ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، کتاب الأقضية، باب بيان أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ (3:1342، رقم: 1716)

[16] المحصول مع نفائس الاصول، ۹/۳۹۹۰

[17] المستصفیٰ، ج2، ص103

[18] روضۃ الناظر وجنۃ المناظر از ابن قدامہ 191،

[19] الجیزانی، محمد بن حسین بن حسن، معالم اصول الفقہ عند اھل السنۃ والجماعۃ، ص472، دار ابن الجوزی، للنشر والتوزیع، المملکہ العربیہ السعودیہ، طبع اول 1996ء

[20] فتاویٰ ابن تیمیہ ج3، ص384

[21] بحوالہ: گوہر رحمٰن، مولانا، اجتہاد اور اوصاف مجتہد، ص41، حرا پبلیکیشنز، طبع اول 1990ء

[22] البحر المحیط، ۸/۲۴۳

[23] اعلام الموقعین، ابن قیم محمد بن ابی بکر، بیروت، دار الکتب العلمیۃ ۴/۱۲۶

[24] ارموی محمد بن عبدالرحیم، نہایۃ الوصول، ریاض، مکتبہ مصطفی نزار الباز 1999ء، 9/3832

[25] المستصفی ۲/۱۰۳؛ المحصول، ۹/۳۹۹۰؛ روضۃ الناظر مع نزہۃ الخاطر 2/308-307، جمع الجوامع، ۲/۵۹۵ ؛ اعلام الموقعین، 4/166؛ نھایۃ الوصول، ۹/۳۸۳۲؛ البحر المحیط، 243/8؛ آمدی، سیف الدین علی بن محمد، الاحکام فی اصول الاحکام، مصر، مؤسسۃ الحلبی، 1967ء، 164/4؛ ابن مفلح، شمس الدین محمد بن مفلح، اصول الفقہ، ریاض، مکتبۃ العبیکان، ۱۹۹۹، 1469/4؛ ابن ہمام محمد بن عبدالواحد التحریر مع التقریر التحبیر، بیروت، دار الفکر، 1417ھ، 390-3/391 محب اللہ بن عبدالشکور البہاری مسلم الثبوت مع فواتح الرحموت والمستصفی، ایران، منشورات الشریف رضی، 1392ھ، 364/2

[26] ارشاد الفحول 844/3

[27] ازمیری، مرآۃ الاصول علی مرقاۃ الوصول الملاخسرو، ترکی مطبع حاج محرم آفندی 1285ھ، 468/2

[28] اعلام الموقعین ۴/۱۶۶

[29] المحلی،شرح الجلال علی جمع الجوامع،ج2،ص425،

[30] دارمی، عبداللہ بن عبدالرحمن، سنن الدارمی، بیروت، دارالکتاب العربی، ۱۴۰۷، کتاب البیوع، باب مادع مایریک الی مالا یریبک 320/2، ح2533

[31] فواتح الرحموت ۲/۳۶۴ جمع الجوامع ۲/۴۰۳

[32] دارمی، عبداللہ بن عبدالرحمن، سنن الدارمی، بیروت، دارالکتاب العربی، ۱۴۰۷، کتاب البیوع، باب مادع مایریک الی مالا یریبک 319/2، ح2532

[33] فواتح الرحموت ۲/۳۶۴

[34] المستصفی ۲/۱۰۳؛ روضۃ الناظر ۲/۳۰۸؛؛ نہایۃ الوصول: 3832-3833/9؛ ارشاد الفحول۔ 843/3

[35] المستصفی 103/2؛ لمحصول، 3990/9، روضۃ الناظر 307-308/2 اعلام المعوقین، 4/166 البحر الحیط، ۸/۲۳۲؛ نھایۃ الوصول، ۹/۳۸۳۲

[36] اعلام الموقعین ٤/١٦ :الحر المحیط، ۸/۲۳۲ نزھۃ الخاطر العاطر ۲/۳۰۷ ارشاد الفحول ۳/۸۴۳

[37] ملاخسرو، قاضی، مولانا محمد بن فراموز بن علی الحنفی، م885ھ، مرآۃ الاصول، ناشر، شرکت صحافیہ عثمانیہ، ص359

References

1. Tabrani, Suleiman bin Ahmad, Al-Maajim al-Awsat, Beirut, Dar al-Kitab Ulamiyyah, 1420 AH, 1/142
2. Ibn Manzoor, Lasan al-Arab, Beirut, Dar al-Kitab al-Ulamiya, 1414 AH, 2/395
3. Isfahani, Husayn bin Muhammad Raghab, Mufardat al-Qur'an, Damascus, Dar al-Qalam 2009, 199
4. Feroz sons, English to English Dictionary (Feroz sons, English to English), Lahore, Navaidation, 232
5. Ibn Manzoor, Lasan al-Arab, Bayt Dar al-Kitab al-Ulamiya, 1414 AH, 2/399
6. Al-Jarjani, Ali bin Muhammad, Sayyid al-Sharif, Al-Tarifat, Dar al-Fuzila, 1413 AH, 39
7. Isfahani, Mufardat al-Qur'an, 199
8. Agreements 51/5
9. Muslim Evidence: 2/362
10. Dehlawi, Shah Waliullah, Uqd al-Jeed fi al-Ahkam, Adlat al-Ijtihad wa Taqlid, Islamabad Sharia Academy, 2000, 3
11. Al-Tobah, verse 36.
12. Al-Nasa 83
13. 4:59
14. Abu Dawud, Sulaiman bin Ash'ath al-Sahistani (202-275 AH/817-889 AD) Sunan Abi Dawud, Kitab al-Aqdiya, Babu Ijtihad-il-Ra'i fi al-Qadaa (3: 303, Number: 3592) Beirut, Lebanon: Dar al-Fikr, 1414 AH/1994.
15. Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail (194-256 AH/810-870 AD) Sahih Al-Bukhari, Beirut, Lebanon, Kitab al-Itsaam in the Book of Books and Sunnah, Chapter Ajr al-Hakim if Ijtihd Faasaab or Akhta (6: 2676, Number: 6919); Muslim, Ibn al-Hajjaj Abu al-Hasan al-Qashiri al-Nisaburi (206. 261 AH/821. 875 AD). The correct Beirut, Lebanon: Dar Ihya al-Truth al-Arabi, Kitab al-Aqaziyyah, Chapter Bayan Ajr al-Hakam if Ijtihad Fasab or Aghata (3:1342, Number: 1716)
16. Acquiring with Nafais al-Asul, 3990/9
17. Al-Mustafa, Vol. 2, p. 103
18. 191.
19. Al-Jizani, Muhammad bin Hussain bin Hasan, Maalam Usul al-Fiqh and al-Sunnah wal-Jamaa, p. 472, Darab bin Al-Jawzi, for publishing and wal-tawzig, Kingdom of Saudi Arabia, first edition, 1996.
20. Fatawi Ibn Taymiyyah Volume 3, page 384
21. With reference: Gohar Rahman, Maulana, Ijtihad and Uwasaf Mujtahid, p. 41, Hara Publications,

first edition, 1990.
22. Al-Bahr al-Hayt, 243/8
23. Al-Muqayin, Ibn Qayyim Muhammad bin Abi Bakr, Beirut, Dar al-Kitab al-Ilmiya 126/4
24. Aramwi Muhammad bin Abd al-Rahim, Nahaya al-Araqi, Riyadh, Maktaba Mustafa Nizar al-Baz, 1999, 3832/9
25. Al-Mustafa 103/2; Product, 3990/9; Rawdat al-Nazir with Nuzahut al-Khatir 2/307-308, Jum al-Jawama, 595/2; Illam al-Muqahin, 166/4; Finality, 3832/9; Al-Bahr Al-Muhait, 8/243; Amadi, Saif al-Din Ali ibn Muhammad, al-Ahkam fi Usul al-Ahkam, Egypt, Al-Halabi Foundation, 1967, 4/164; Ibn Muflah, Shams al-Din Muhammad bin Muflah, Principles of Fiqh, Riyadh, Maktaba al-Ubaikan, 1999, 4/1469; Ibn Hammam Muhammad bin Abd al-Wahid al-Tahrir with al-Tahreem al-Tahbeer, Beirut, Dar al-Fikr, 1417 AH, 390-391/3 Muhabullah bin Abd al-Shakur al-Bahari Muslim al-Thawbat with Fawatahr al-Mouth wa al-Mustafi, Iran, Manshurat al-Sharif Radi, 1392 AH, 2/364
26. Irshad al-Fawhol 3/844
27. By Mary, Women of Usul on Marqaat al-Araqi al-Malakhusr and, Turki Mataba Haj Muharram Efandi 1285 AH, 2/468
28. Declaration of the Signatories 166/4
29. Al-Mahli, Sharh al-Jalal Ali Jum al-Jawama, Vol. 2, p. 425,
30. Al-Darmi, Abdullah bin Abd al-Rahman, Sunan al-Darmi, Beirut, Dar al-Kitab al-Arabi, 1407, Kitab al-Bayu, Chapter Mada' Mayer Yak al-Mala Yarbek 2/320, AH 2533
31. Fatah al-Muth 364/2 Jum al-Jawama 403/2
32. Al-Darmi, Abdullah bin Abd al-Rahman, Sunan al-Darmi, Beirut, Dar al-Kitab al-Arabi, 1407, Kitab al-Bayu, chapter Mada' Mayer Yak al-Mala Yarbek 2/319, H. 2532
33. Fuatahr al-Muht 364/2
34. Al-Mustafi 103/2; Rawd al-Nazir 308/2; Last Access: 9/3832-3833; Arshad al-Fawhol. 3/843
35. Al-Mustafi 2/103; for obtaining, 9/3990 Rawzat al-Nazir 2/307-308 Al-Maawqeen, 166/4 Al-Bahr al-Hayt, 232/8; The End, 3832/9
36. The declaration of the signatories 16/4: Al-Harr al-Maqir, 232/8 Nizhat al-Khatir al-Atar 307/2 Irshad al-Fawhul 843/3
37. Mulla Khusrau, Qazi, Maulana Muhammad bin Faramuz bin Ali Al-Hanafi, AD 885 AH, Miraat al-Asul, Publisher, Usmaniya Journalist Company, p. 359